

اردو میں نعتیہ شاعری اور اہم نعت گو شعر کا عمومی جائزہ

ڈاکٹر جہانگیر احمد

اسٹنٹ پروفیسر، آر۔ ایس۔ مور کالج،
گوند پور، دھنبا، جھارکھنڈ۔

تلخیص

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی تعریف و توصیف کے ہیں جبکہ اصطلاح میں حضور اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا اور شائستگی و فضائل کے منظوم بیان کو نعت کہا جاتا ہے۔ اسلامی ادب میں نعت کو نہایت مقدس اور نازک صنفِ سخن تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نعت گوئی میں مبالغہ اور غلو سے اجتناب اور ادب و احتیاط کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

نعت گوئی کی روایت عہدِ نبوی سے شروع ہوتی ہے۔ صحابہ کرام میں حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اشعار کہے اور یوں نعتیہ شاعری کی ایک مستحکم روایت قائم ہوئی۔ بعد کے ادوار میں یہ روایت عربی، فارسی اور دیگر زبانوں کے ساتھ اردو ادب میں بھی فروغ پاتی رہی۔

اردو میں نعتیہ شاعری کی ابتدا کئی دور سے ملتی ہے۔ قدیم دکنی مثنویوں میں حمد کے ساتھ نعت کے اشعار بھی شامل ہوتے تھے۔ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ کے کلام میں بھی نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ اس کے بعد ولی دکنی اور دیگر شعرا نے اس روایت کو آگے بڑھایا۔ جدید دور میں خواجہ الطاف حسین حالی نے اپنی مشہور نظم 'مد و جزرِ اسلام' میں سادہ اور مؤثر نعتیہ اشعار پیش کیے۔

اردو نعتیہ شاعری میں امام احمد رضا خان بریلوی کا مقام نہایت بلند ہے۔ ان کا مجموعہ کلام 'حدائقِ بخشش' اور 'سلام'، مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام 'بے حد مقبول ہیں۔ اس کے علاوہ امیر بینائی، محسن کاکوروی، علامہ اقبال، ماہر القادری، حفیظ جالندھری اور مظفر وارثی جیسے شعرا نے بھی نعتیہ شاعری کو فروغ دیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ بعض غیر مسلم شعرا نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں نعتیہ اشعار کہے اور اس روایت کو وسعت دی۔

مختصر یہ کہ اردو نعتیہ شاعری ایک قدیم، معتبر اور روحانی روایت کی حامل ہے جو عشقِ رسول، عقیدت اور اخلاقِ نبوی کے پیغام کو شعری پیرائے میں پیش کرتی ہے اور آج بھی اردو ادب کا ایک اہم اور روشن باب ہے۔

کلیدی الفاظ: نعت، نعتیہ شاعری، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اردو ادب، نعت گو شعرا، امام احمد رضا خان، الطاف حسین حالی، اردو نعت کی روایت۔

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغوی معنی تعریف و توصیف ہے اور اصطلاح میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت، توصیف و تعریف اور شائے و خصائص کے نظمی بیان کو نعت یا نعت گوئی کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں نعت کے لئے لفظ مدح رسول کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بہت سے صحابہ کرام نے نعتیں لکھیں اور یہ سلسلہ آج تک قائم ہے۔ نعت لکھنے والے کو نعت گو شاعر جبکہ نعت پڑھنے والے کو نعت خواں یا شاعر خواں کہا جاتا ہے۔ نعت رسول اصناف سخن کی وہ نازک صنف ہے جس میں طبع آزمائی کرتے وقت اقلیم سخن کے تاجدار حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی نے فرمایا ہے:

یا صاحب الجمال ویا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یملکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخضر

یا

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

کسی انسان کی خوبی اگر اس کی زندگی میں بیان کی جائے تو اس کو مدح کہتے ہیں اور اگر اس کے مرنے کے بعد اس کے اوصاف و مناقب کا ذکر کیا جائے تو اس کو مرثیہ کہا جاتا ہے۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسان کامل ہیں۔ وہ بشری صفات کا نہایت اعلیٰ و ارفع نمونہ ہیں۔ ان کی حیات طیبہ ہمارے لئے نمونہ عمل اور ان کے مکالم اخلاق اسوہ حسنہ ہیں۔ ان کی مدح و ثنا خود قرآن کریم میں جا بجا مذکور ہے۔ قرآن کریم خود ان کے اخلاق اور سیرت طیبہ کا آئینہ ہے۔ ایسے عظیم المرتبت شخصیت کے اوصاف و کمالات، فضائل و شائے کا بیان کرنا کسی معمولی کیا غیر معمولی انسان سے بھی پوری طرح ممکن نہیں۔ اسی لئے نعت میں مبالغہ، اغراق اور غلو کی گنجائش ہرگز نہیں ہے۔ البتہ غیر محتاط انداز بیان بے ادبی اور گستاخی کے ذیل میں آسکتا ہے۔

اردو میں نعتیہ شاعری پر بنیادی تحقیقی کام پروفیسر ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے اردو میں نعتیہ شاعری کے عنوان پر کیا تھا جس پر ناگپور یونیورسٹی نے، انہیں ۱۹۵۵ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی تھی۔ اس مقالہ کی پہلی اشاعت باب الاسلام پرنٹنگ پریس، کراچی نے اکتوبر ۱۹۶۶ء میں کی تھی۔ اس میں نعت کی تعریف کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق لکھتے ہیں:

“نعت کے معنی یوں تو وصف کے ہیں لیکن ہمارے ادب میں اس کا استعمال مجازاً صرف حضرت رسول کریم سید المرسلین صلی اللہ علیہ

وسلم کے وصف محمود و ثنا کے لئے ہوا ہے جس کا تعلق دینی احساس اور عقیدت مندی سے ہے۔” (۱)

پروفیسر اختر الواسع (سابق ڈائریکٹر ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز) 'قصیدہ بردہ کے اردو تراجم: تحقیق و تجزیہ' نامی کتاب کے پشت پر فن نعت اور نعت گوئی کی روایت کے آغاز و ارتقاء سے متعلق کچھ یوں گویا ہیں:

“نعت ایک اہم صنف ہے۔ نعت گوئی کا باقاعدہ آغاز تو حضرت ابوطالب نے کیا بعد میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نعت گوئی کا سلسلہ شروع کیا جس کی توثیق خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔ نعت گوئی کی روایت عہد صحابہ سے موجودہ عہد تک مسلسل قائم ہے صرف تمام مسلم شعرا نے ہی نہیں بہت سے غیر مسلم شعرا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا منظوم تذکرہ کر کے اپنے فن کو اعتبار بخشا۔” (۲)

شعر انے ہر دور میں اور ہر زبان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اپنے اپنے انداز سے مدح و توصیف کا نذرانہ پیش کیا ہے اور شاخوآن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک فہرست میں شامل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت حسان بن ثابتؓ بارگاہ رسالت میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کر کے شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب سے سرفراز ہوئے:

أَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطَّ عَيْنِي

أَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ

(آپ سے زیادہ خوب رو میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ سے زیادہ صاحب جمال کو عورتوں نے کبھی جنما ہے۔)

خُلِقْتُ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(آپ ہر طرح کے عیوب و نقائص سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ آپ اپنی حسب خواہش پیدا ہوئے ہیں۔)

اسی طرح سے ایک اور جلیل القدر صحابی حضرت کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰ کے ایک طویل قصیدہ 'قصیدہ بردہ' کے صرف ایک شعر پر ہزاروں شعری مجموعے اور بیاضیں قربان کہ اس شعر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنا پیرا بن مبارک عطا فرما کر شاعر و شعر دونوں کو حیات جاودا عطا فرمادی۔ یہ قصیدہ 'قصیدہ بردہ: بانٹ سعاد' کے نام بھی جانا جاتا ہے اور اس کو 'چادر والا قصیدہ' بھی کہا جاتا ہے۔ بردہ چادر کو کہتے ہیں۔ یہ چادر بعد میں امیر معاویہؓ نے بیس ہزار درہم کے بدلے میں ان سے لے لیا تھا اور اموی حکمران اسے اپنی مسند نشینی کے وقت بطور تبرک پہنا کرتے تھے۔ بعد میں یہی مبارک چادر عثمانی خلفاء تک پہنچی تھی۔ اس قصیدے کا ۵۳ واں شعر جو نعت کی بہترین مثال ہے، ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيِّفٌ يُسْتَنْصَأُ بِهِ

مُهَنْدًا مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ مَسْلُوكٍ

(بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شمشیر ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، وہ شمشیر جو ہندی لوہے کی بنی ہوئی ہے۔ اللہ کی تلوار جو نیام سے نکلی ہوئی ہے۔)

قصیدہ بردہ کے نام سے ایک دوسرا قصیدہ بھی ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام بوصیریؒ کو عالم رویا میں اپنی چادر مبارک سے نوازا تھا۔ اس لیے یہ قصیدہ بھی 'قصیدہ بردہ' کہلایا۔ جو سیکڑوں برس سے زبان زد خاص و عام ہے۔ اس کی تاثیر اور کیفیت میں ہزاروں بار پڑھنے پر بھی کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ قصیدہ اتنا مشہور ہوا کہ عربی، فارسی کے شعرا نے اس کی خوب تضمین کی ہیں۔ مثال کے طور پر قصیدہ کا مطلع دیکھئے:

أَمِنْ تَذَكُّرٍ جَبْرٍ اِنْ يَذَى سَلْمٍ

مَرْجَتْ دَمْعًا جَرِيٍّ مِنْ مُقَلَّتِي بَدَمٍ

أَمْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِنْ تَلْقَاءِ كَاطِمَةٍ

وَأَوْ مَضَّ البَرْقُ فِي الظُّلْمَاءِ مِنْ أَضْمٍ

شاعر اپنی ذات کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے:

(تری آنکھوں سے یہ خون آلود آنسو کیوں رواں ہیں! کیا ذوسلم کے پڑوسی یاد آرہے ہیں؟)

(یا کاظمہ کی جانب سے کوئی ہوا چلی ہے، یا تاریکی میں اضم کی پہاڑی سے کوئی بجلی چمکتی دکھ لی ہے؟)

مذکورہ بالا شعرا نے رسول کے علاوہ بھی ایک لمبی فہرست ہے جن کے نعت کو خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماعت فرمایا اور اظہار مسرت سے نعت گوئی کو تقدس و پاکیزگی عطا فرمادی۔ ان میں اعشى، عبد اللہ بن رواحہ اور عبد اللہ بن مرداس کے اشعار سیرت نبوی کی تمام معتبر کتابوں میں منقول ہیں۔

واضح رہے کہ نعت گوئی کوئی الگ سے صنف ادب نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جسے شاعری کی کسی بھی ہیئت میں برتا جا سکتا ہے خواہ وہ قصیدہ ہو، مثنوی ہو یا غزل۔ اس موضوع کی وسعت بے پناہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور سیرت کے حوالے سے اسلامی معاشرت کے تمام پہلوؤں کو سمیٹے ہوئے ہے۔

تاریخ:-

گو کہ یہ کہنا مشکل ہے کہ نعت خوانی کا آغاز کب ہوا تھا لیکن روایات سے پتا چلتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب نے پہلے پہل نعت کہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے پہلے، تیج حمیریؒ اور ورقہ بن نوفلؒ نے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعتیں کہیں۔ اردو کے مشہور نعت گو شاعر فصیح الدین سہروردی کے مطابق اولین نعت گو شعرا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب اور اصحاب میں حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے نعت گو شاعر اور نعت خواں تھے۔ اسی بنا پر انھیں شاعر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہا جاتا ہے۔ ذیل میں آپ کے نعتیہ کلام کے چند اشعار پیش ہیں:

يَا بَكَرَ أَمْنَةَ الْمُبَارَكِ بَكَرَهَا

وَلِدَتَهُ مَحْصَنَةً بِسَعْدِ الْإِسْعِ

نوراً ضاء على البرية كلها

من يهد للنور المبارك يهتدى

مقي يبد في الداجي البهيم جبينه

يلح مثل مصباح الدجى المتوقد

(دیوان حضرت حسان بن ثابت)

ترجمہ (اے آمنہ کے مبارک بیٹے! جو انتہائی پاکیزگی اور عفت کے ساتھ پیدا ہوا۔)

(آپ ایسا نور ہیں جو ساری مخلوق پر چھا گیا اور جسے اس مبارک نور کی پیروی نصیب ہوئی وہ ہدایت یافتہ ہو گیا۔)

(رات کی تاریکی میں حضور کی جبین اقدس اس طرح چمکتی ہے جیسے سیاہ اندھیرے میں روشن چراغ۔)

اس کے علاوہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترم سے نعتیں پڑھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کئی مرتبہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نعت سماعت فرمائی۔ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ بھی ایک طویل فہرست ہے ان صحابہ کرام کی جنہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتیں لکھیں اور پڑھیں۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ کے استقبال میں انصار کی بچیوں نے دف پر نعت پڑھی، جس کا درج ذیل شعر شہرت دوام پا گیا:

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا ما دعا لله داع

اصحاب رسول میں نعت گو شعرا

حسان بن ثابت، اسود بن سریج، عبد اللہ بن رواحہ، عامر بن اوع، عباس بن عبد المطلب، کعب بن زہیر اور نابغہ جعدی ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں نہ صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت پڑھنے کا شرف حاصل ہوا بلکہ کئی روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کئی بار ان اصحاب سے نعت سماعت فرمائی۔

نعت خوانی اولیاء اللہ کی نظر میں

دور صحابہ سے لے کر آج تک جہاں صحابہ کرام اور علمائے دین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کی روایت کو فروغ دیا، وہیں اولیاء اللہ نے بھی اسلام کی ترویج و اشاعت کے ساتھ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کو ایمان کی تکمیل کے لیے ناگزیر قرار دیا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصول کے لیے نعت خوانی کو سب سے بہتر ذریعہ قرار دیا۔ تمام تر سلاسل تصوف میں محافل نعت خوانی کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی، بابا فرید الدین گنج شکر، سلطان باہو، بابا بلھے شاہ، خواجہ نظام الدین اولیاء، امیر خسرو، خواجہ عثمان ہارونی، مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری، شاہ اکبر دانا پوری، پیر مہر علی شاہ وغیرہ کے نام درج ہیں جنہوں نے نہ صرف نعت خوانی کو فروغ دیا بلکہ خود بھی نعت گوئی کی۔

اہم اردو نعت گو شعر کا عمومی جائزہ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان خوانی کرنے والے ہر دور میں آتے رہے ہیں اور ان میں کچھ نام ایسے ہیں جنہوں نے اپنے اس فن اور ہنر کے طفیل ابدی شہرت حاصل کر لی۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو شاعری کو بھی نعت گوئی میں ممتاز مقام حاصل ہے اور اردو شعرانے اس صنف میں اپنی ایک الگ پہچان بنائی ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اردو کے تمام قدیم اصناف کی ابتدا کن میں ہوئی۔ اردو کی قدیم مثنویاں اس کی شاندار مثال ہیں۔ ان مثنویوں میں جا بجا نعت یا نعت گوئی کی کوئی نہ کوئی مثال مل ہی جاتی ہے۔ نویں صدی سے لے کر گارہویں صدی تک دکنی مثنویوں میں اردو نعت کا ایک شاندار ماضی ملتا ہے اور یہ سلسلہ دور قدیم سے دور جدید تک چلتا آ رہا ہے۔ انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی سے حال ہی میں ڈاکٹر سعیدہ پٹیل کی کتاب 'سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی اور قصیدہ بردہ: ایک تحقیقی مطالعہ' کے مقدمہ میں ماہر لسانیات پروفیسر عبدالستار دلوئی اردو کے دکنی ادب میں نعت گوئی کی ابتدا اور اس کی تاریخ سے متعلق کچھ یوں گویا ہیں:

“اردو ادب میں دکنی عہد کی قدیم ترین مثنویوں میں نعت گوئی کا رواج پایا جاتا ہے۔ نویں صدی ہجری / پندرہویں صدی عیسوی میں فخر دین نظامی نے اپنی مثنوی 'قدم راؤ پدم راؤ' میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ دسویں صدی ہجری، سولہویں صدی عیسوی میں گجرات کے مشہور صوفی شاعر خوب سحر چشتی نے 'خوب ترنگ' اور اس کی شرح 'امواج خوبی' تصنیف کی۔ اس کے بعد مثنویوں میں حمد کے ساتھ ساتھ نعت اور منقبت لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ گیارہویں صدی ہجری میں ملا وجہی اور ملا نصرانی کے علاوہ سبھی شعرا نے نعت نگاری پر قلم اٹھایا۔ یہ سلسلہ عہد قدیم سے انیسویں صدی کے اواخر تک جاری ہے اور تقریباً ہر شاعر نے چاہے وہ غزل گورہا ہو چاہے مثنوی نگار، نعت گوئی کے دلکش نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔” (۳)

ویسے تو اردو میں باقاعدہ نعت گوئی کا آغاز سولہویں اور سترہویں صدی میں ہوا جب اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر سلطان محمد قلی قطب شاہ (۱۵۶۵ء-۱۶۱۱ء) نے نعت کی مستقل حیثیت قائم کی۔ ان کے کلیات میں عید میلاد النبی پر چھ، بعثت نبی پر پانچ، شب معراج پر ایک نظم اور پانچ نعتیہ غزلیں اور نعتیہ رباعیاں ملتی ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی میں ولی دکنی کا نعتیہ کلام اردو نعت کے ارتقائی سفر میں ایک نئی منزل کی نشاندہی کرتا ہے۔ ولی کے معاصرین میں قاضی محمود بحرئی نے اپنی صوفیانہ شاعری کی بدولت شہرت حاصل کی ہے۔

خواجہ الطاف حسین حالی اردو شاعری کے دور جدید کے اہم نعت گو شاعر ہیں جن سے اردو میں نعت گوئی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ حالی کا نعتیہ کلام مقدر میں بہت کم ہے لیکن معیار میں بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ خواجہ الطاف حسین حالی نے اپنی مسدس 'مد و جزر اسلام' کے شرعاً عاتق بند میں نعتیہ اشعار لکھے ہیں جن میں نعت کے آداب کا پوری طرح سے خیال رکھا گیا ہے۔ ان میں نہ معنی آفرینی ہے، نہ مبالغہ و غلو ہے، نہ پرشکوہ الفاظ ہیں اور نہ ہی تخیل کی پرواز، پھر بھی وہ اشعار اپنی سادہ بیانی کی وجہ سے آج بھی بجد مقبول ہیں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی برلانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا

فقیروں کا بلا ضعیفوں کا ماوا یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

خطاکار سے درگزر کرنے والا
بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کا شیر و شکر کرنے والا

اتر کر حراسے سوئے قوم آیا
اور ایک نسخہ گیمیا ساتھ لایا

ان کے علاوہ جن شعرا نے اس فن میں طبع آزمائی کی یا کر رہے ہیں ان میں مشہور اور مقبول عام امیر بینائی، محسن کاکوروی، جگر مراد آبادی، اقبال سہیل، حفیظ جالندھری، ماہر القادری، حمید صدیقی، نشور واحدی، ثانی حسنی، عامر عثمانی، تسنیم فاروقی، جلیل مانگ پوری، رئیس نعمانی، سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی، امجد حیدر آبادی، ظفر علی خان علیگ، ہمسر قادری، مظفر وارثی، اعجاز رحمانی، ابوالجہاد، فضا بن فیضی، ساجد صدیقی، تابش مہدی، افسر امر و ہوی اور ابرار کرپوری کا نام خاص طور سے لیا جاسکتا ہے۔

نعتیہ شاعری میں نہ صرف شعر و سخن کی آزمائش ہوتی ہے بلکہ اس کسوٹی پر عقیدہ توحید و رسالت اور عشق حقیقی کی پرکھ بھی بدرجہ اتم ہوتی ہے، اس لئے ارباب سخن نعتیہ شاعری کو دودھاری تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں کہ اگر اس میں ذرا بھی ترمیم و تہنیک یا افراط و تفریط کا شائبہ ہو گیا تو سامان بخشش بننے کے بجائے طوق کفر و ضلالت بھی بن سکتا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

میاں! یہ عشق ہے اور آگ کی قبیل سے ہے
کسی کو خاک بنائے، کسی کو زر کر دے

نعت گوئی میں نہ صرف زبان دیکھی جاتی ہے اور نہ بیان پر نظر مرکوز کی جاتی ہے، نہ فنی نکات تلاش کئے جاتے ہیں بلکہ اس کی روح صرف اخلاص اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اگر بات دل سے نکلی ہے تو دلوں پر اپنا اثر چھوڑتی ہے اور بارگاہ رسالت مآب میں وہ نذرانہ عقیدت اور محبت قبول ہو جائے تو اشعار کو حیات جاویدانی نصیب ہو جاتی ہے۔ جیسے فارسی میں سعدی شیرازی، عبدالرحمان جامی، محمد جان قدسی وغیرہ کی بعض نعتیں اس کی شہادت دے رہی ہیں۔

امام احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عظیم المرتبت مفسر، جلیل القدر محدث اور بلند پایہ فقیہ تھے۔ آپ کی نابغہ روزگار شخصیت نے تنہا وہ کام انجام دیئے جو ایک انجمن اور تحریک انجام نہیں دے سکتی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی اسلام کی نشر و اشاعت اور دفاع اہل سنت کے لئے وقف کر دی تھی۔ قدرت نے انہیں علمی و روحانی صفات کے ساتھ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت بے بہا سے بھی نوازا رکھا تھا۔ یہی عشق رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طبع موزوں کی بدولت صفت و ثنائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعمات میں ڈھلتا رہا۔ آپ تمام اصناف سخن پر یک گونہ مہارت رکھتے تھے۔ امام احمد رضا خان نے نعت کہتے ہوئے علوم شریعت میں اپنی دسترس کے باوجود بھی کمال کی احتیاط برتی ہے۔ آپ نے قرآن حکیم کو نعت گوئی کا منبع نہ صرف قرار دیا بلکہ اپنی شاعری میں اس کا عملی اظہار بھی کیا۔ حدائق بخشش کے پیش لفظ میں مولانا محمد الیاس قادری عطا رکھتے ہیں:

“اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، مولانا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی ذات بابرکات کو اللہ عزوجل نے بے اندازہ علوم جلیلہ اور ان گنت صفات حمیدہ سے نوازا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختلف موضوعات پر کم و بیش ایک ہزار کتب تصنیف

فرمائیں جن سے آپ کی فقاہت اور تبحر علمی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، جس فن اور جس موضوع پر لکھا تحقیق و تدقیق کے دریا بہائے۔ اگر فن شاعری کی بات کی جائے تو اس میں بھی آپ کمال مہارت رکھتے تھے، شریعت و ادب کے دائرے میں رہ کر اور عشق و مستی میں ڈوب کر نعت گوئی آپ ہی کا طرہ امتیاز ہے۔ بڑے بڑے نامور شعرا اس میدان میں لغزشیں کھا گئے، شریعت کی پاسداری اور بارگاہ رسالت کا ادب نہ کر سکے لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سراسر ادب اور پاس داری شرعی کا نمونہ ہے۔” (۴)

شاعری میں ان کے پیش نظر مداح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی مشعلِ راہ تھی۔ اپنے دور کے شعرا میں مولانا کفایت علی کافی کی نعت گوئی سے متاثر تھے۔ اکابرین کے یہاں جس قدر ادب و احتیاط کا غلبہ تھا ویسا ہی منظر وہ ہر دور کے نعت گو شعرا کے یہاں دیکھنا چاہتے تھے۔ نعت گوئی کے بارے ان کا عقیدہ ان کے مندرجہ قول سے عیاں ہوتا ہے:

”حقیقتاً نعت شریف کہنا بڑا مشکل کام ہے جس کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیض ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب حد بندی ہے۔” (۵)

نعتیہ کلاموں کی مقبولیت کے حوالے سے جو پذیرائی احمد رضا خان بریلوی کی نعتوں کو ملی ہے وہ بے مثال ہے۔ ہر قابل ذکر نعت خواں نے آپ کے کلاموں سے اپنی آوازوں کو مزین کیا۔ ان کے کچھ نعتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ بقیہ کے لیے ان کے دیوان حدائق بخشش کا ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

| | |
|--|--|
| مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام | شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام |
| سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی | سب سے بالا و بالا ہمارا نبی |
| صبح طیبہ میں ہوئی بنتا ہے باڑا نور کا | صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا |
| واہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا | نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا |
| ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں | جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں |
| حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو | کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو |
| لم یات نظیرک فی نظر مثل تونہ شد پیدا جانا | جگ راج کا تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا |
| نعتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا | ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا |
| زمین و زماں تمہارے لیے، مکیں و مکاں تمہارے لیے | چنین و چنان تمہارے لئے، بنے دو جہاں تمہارے لئے |
| زہے عزت و اعلائے محمد | کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد |

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

مصطفیٰ ذات یکتا آپ ہیں

غیر مسلم نعت گو شعر اور عشق رسول

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات رحمۃ اللعالمین ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت و ثنا خوانی جہاں مسلمانوں کا شعار رہی ہے، وہیں متعدد ایسے غیر مسلم شعرا بھی ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بہت عمدہ نعتیہ اشعار لکھے اور عشق رسول کا برملا اظہار کیا۔ ہندوستانی شاعر کنور مہندر سنگھ سحر نے اس سلسلے میں لافانی اشعار حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہے ہیں، جو بہت پسند کے گئے اور اکثر ان کے ان اشعار کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

ہم ثنا خوانِ شہ حیدر کرار تو ہیں

ہم کسی دین سے ہوں صاحبِ کردار تو ہیں

یعنی مجبور پئے احمد مختار تو ہیں

نام لیوا ہیں محمد کے پرستار تو ہیں

صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں

پاکستان کے مشہور جسٹس رانا بھگوان داس بھی نعت گو ہیں۔ ان کی ایک نعت کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

بہ اوصافِ ذاتی و شانِ کمالی

نبی مکرم شہنشاہِ عالی

دو عالم کی رونق تری خوش جمالی

جمالِ دو عالم تری ذاتِ عالی

یہ سب کچھ ہے تیری ستودہ خصالی

خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انساں

حاصل کلام

تاریخ ادب کے مختلف ادوار کے شہ پاروں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک طرف سیرت نگار اپنی نثری تخلیقات میں دبستان حسن و جمال کی ضیا پاشی سے قلب و نظر کو مسحور کر رہے تھے تو دوسری طرف نعت گو حضرات اپنی سخن طرازی کے جوہر دکھاتے ہوئے تلمیحات، استعارات اور محاکاتی شان و شوکت کے درنایاب لٹارہے تھے۔ نعت نبوی میں، تعلیمات قرآنی اور علم و آگہی کی تابانی ہے۔ اردو ادب میں صنف نعت گوئی اپنے مضامین کی رعنائی، تراکیب الفاظ کی چاشنی اور فصاحت و بلاغت سے اپنی چاندنی بکھرتی ہے جس سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور کدورتیں دھل جاتی ہیں۔ نعت سوتے ہوئے جذبوں کو جگا دیتی ہے اور انسانیت کے لئے فضا کو اس طرح ہموار کرتی ہے کہ انسان اتباع رسول کو اپنی زندگی کا اثاثہ سمجھنے لگے۔

اس میں دورائے نہیں کہ اردو شاعری کی اصناف میں نعت نگاری سب سے مقدم، معتبر اور محترم صنف خیال کی جاتی ہے۔ گزشتہ ساٹھ برسوں میں نعت گوئی کا رجحان اتنا ترقی پذیر ہوا کہ جو شاعر پہلے غزل گو کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے وہ بھی نعت کہنا اپنے لئے باعث فخر سمجھنے لگے

اور انہوں نے بڑی ایمان افروز اور کیف آور نعتیں کہی ہیں۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ غیر مسلم اردو شعرا نے بھی نعت نگاری کے میدان میں قدم رکھا اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

علامہ اقبال، امام احمد رضا خان، محسن کاکوروی، الطاف حسین حالی، داغ دہلوی وغیرہ کی راہ نمایانہ قیادت عصر حاضر کے شعرا کے لئے نعت کے میدان میں آگے بڑھنے کے لئے شعراہ کا کردار ادا کر رہی ہے۔ جدید نعتیہ شاعری روایت باطلہ اور عقائد ضعیفہ سے بڑی حد تک پاک نظر آتی ہے۔ حفیظ جالندھری کی شاہنامہ اسلام کے بعد صوفی محمد شریف غیرت کی، شہنشاہ نامہ، قیصر الجعفری کی، چراغ حرا، منصور ملتانی کی، سید البشر، عبدالقادر دانش فیروزی کی، محسن اعظم، امام احمد رضا کی حدائق بخشش کے علاوہ نعتیہ شاعری کے عام مجموعوں کی تعداد سیکڑوں ہے۔

اردو ادب میں نعتیہ شاعری کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ابتدا میں دیگر اصناف کی طرح نعت نگاری کو فروغ نہ مل سکا لیکن زبان و ادب کے عروج و ارتقاء کے ساتھ ساتھ نعت نگاروں نے اس جانب خصوصی توجہ دی اور فن نعت نگاری کے گیسو کو خوب خوب سنوارا۔

حوالہ جات

- (۱) اردو میں نعتیہ شاعری، پروفیسر ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق، باب الاسلام پرنٹنگ پریس، کراچی، اکتوبر ۱۹۷۶ء، صفحہ ۳۰
- (۲) قصیدہ بردہ کے اردو تراجم: تحقیق و تجزیہ، سعود عالم، عرشہ پبلی کیشنز، دہلی، ۲۰۱۳
- (۳) سید عبدالفتاح اشرف علی گلشن آبادی اور قصیدہ بردہ: ایک تحقیقی مطالعہ، ڈاکٹر سعیدہ ٹیل، انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ممبئی، ۲۰۱۵ء، صفحہ ۱۰
- (۴) حدائق بخشش، مکتبہ المدینہ، باب المدینہ، کراچی، جون ۲۰۲۵ء، صفحہ ۷
- (۵) مصطفیٰ رضوانوری ریویو، الملفوظ، مطبوعہ کانپور، صفحہ ۱۳۴
